حسد اور نظرِ بد کے مضرات اور تدارک: قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Remedies for the dangers of jealousy and evil eye: A research study in the light of Quran and Sunnah

Dr Hafsa Nasreen
Assistant Professor Department of Urdu Encyclopedia of Islam
University of the Punjab, Lahore
Email: dr.hafsa105@gmail.com

ABSTRACT
This paper deals with the effects of a very dangerous ailment i.e. jealousy. Jealousy (hasad) is not only harmful for others but for jealous (hasid) also. It is deeply connected with evil-eye. Jealous and those who give evil-eye are similar in that they both turn and adjust themselves to the one they wish to harm and destroy. They both inflict their harm upon others, whether they are present or not. Jealousy stems from hatred and enmity. The one who has enmity does not want the person he hates to be blessed by Allah rather he wants the opposite for him. Jealousy turns into evil eye which can kill a person in the light of Hadith. So it is necessary for the jealous (hasid) to know that one is not only harming others but is ruining one's peace of mind and akhira. Besides this, everyone should seek Allah's refuge from Hasid and 'Ayin and manage to avoid hasidin.
Keywords: Jealousy, Evil-eye, Seerah, hatred, enmity

ابتدائیہ: ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اپنی زوجہ کے ساتھ بہت وقار تمکنت سے جنت میں آباد تھے لیکن جلد ہی ان سے ایک ایسی معصیت کا ارتکاب ہوا جس نے انہیں جنت سے نکلوا دیا۔ اللہ کی وہ نافرمانی انہوں نے ابلیس کے بہکانے اور اُکسانے پر کی اور ابلیس نے یہ عمل اپنے دل میں پلتے حسد کے شدید جذبے کے سبب کیا۔ حضرت آدمؑ کو مسجودِ ملائک ٹھہرا کر اللہ تعالی نے جس مقام پر فائز کیا ہے وہ ابلیس کے لیے کسی صورت قابلِ قبول نہ تھا لہذا اس نے دوستی و اخلاص کا لبادہ اوڑھے حضرت آدم علیہ السلام و حواؑ کو بہکایا اور جنت سے نکلوا کے اپنی آتشِ حسد کو سرد کیا۔ گویا آسمان پر پہلا گناہ حسد کے سبب ہوا ازاں بعد حضرت آدمؑ و حواؑ زمین پر آن بسے جہاں کچھ ہی عرصے بعد پہلا قتل ہوا۔ ایک بھائی نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس کے پسِ پشت بھی حسد کا جذبہ ہی کار فرما تھا۔ قابیل کو ہابیل کی قربانی کے اللہ کے ہاں منظور و مقبول ہونے کے باعث اس سے شدید حسد ہوا نیز چند دیگر عوامل بھی کار فرما تھے جن کی بنا پر اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا(1) یعنی آسمان پر پہلا گناہ بھی حسد کے سبب ہوا اور زمین پر پہلا قتل بھی حسد کے سبب۔ اوّل الذکر معاملے میں میں محسود یعنی حضرت آدمؑ و حواؑ اللہ کے اپنے مقام مرتبے سے گر گئے، بے لباس

ہوئے، دربدر و بے گھر ہوئے ان سے جنت چھین لی گئی اور مؤخر الذکر قصے میں تو محسود اپنی جان سے گیا۔ حسد کا جذبہ کس قدر مہلک ہو گا جس سے اللہ رب العزت نے باقاعدہ طور پر پناہ مانگنے کا حکم دیا اور جس سے آنحضورؐ پناہ مانگا کرتے اور اسی کا آپؐ نے امت کو حکم دیا۔

حسد ایسا مہلک جذبہ ہے جو محسود کو تباہ و برباد کر سکتا ہے اس کی جان تک لے سکتا ہے۔ اسی کے وجود سے نظر بد جنم لیتی ہے۔ جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں پہنچا دیتی ہے“ اور فرمایا ”اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو وہ نظر بد ہوتی“ حسد اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والی نظر بد دونوں کے مہلک اثرات کے پیشِ نظر آپؐ نے لا تحاسدوا کا حکم دیا اور یہ سخت وعید فرمائی کہ ”حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو“۔

بد قسمتی سے یہ جذبہ معاصر معاشرے میں سرطان کی طرح پھیل چکا ہے۔ کسی کا کوئی وصف یا اس کے پاس موجود کوئی نعمت دیکھ کر بعض لوگوں کے دل میں حسد کا شدید جذبہ پیدا ہوتا ہے اور محسود پر شدید منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ جدید سائنس بھی اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ ہر فرد کی آنکھوں سے، اس کے جسم کے مساموں تک سے ریڈیائی شعاعیں نکلتی ہیں جو دوسرے افراد تک پہنچتی اور ان پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں انہیں (Vibes) کے نام سے پکارا جاتا ہے (2)۔ حاسد کے برے جذبات اور نظر بد بھی اسی طرح ریڈیائی شعاعوں کے ذریعے محسود تک پہنچتی اور اسے نقصان پہنچاتی ہیں۔

اسلام جو لاضرر و لا ضرار کا سبق دیتا ہے، کسی کو ناحق قتل کرنے کی شدید حرمت کے ساتھ ساتھ خود کشی کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان شرعاً اس امر کا مکلف ہے کہ اپنی ذہنی و جسمانی صحت کا ہر لحاظ سے خیال رکھے۔ اپنا تحفظ کرے چنانچہ حسد و نظر بد سے تحفظ بھی از حد ضروری ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں کے حسد اور نظر بد سے بچائے۔ دوسرا یہ کہ اپنے حسد اور نظر بد سے دوسروں کا تحفظ بھی یقینی بنائے کیونکہ اپنے حسد اور نظر بد سے کسی کو موت کی دہلیز تک پہنچا دینا بھی قتل ہی ہے گو دنیاوی طور پر حاسد و عاین کو قاتل ٹھہرا کر اس پر کوئی سزا لاگو نہیں ہوتی لیکن شرعاً وہ قاتل ہی ہوتا ہے۔ سو اس مہلک جذبے سے خود کو بچا کے رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔ مقالہ ہٰذا میں ان دونوں پہلوؤں پر قرآن وسنت اور عصری تحقیقات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

حصہ اوّل میں جذبہ حسد اور نظر بد کے اثرات و مضرات پر قرآن و حدیث اور عصری تحقیقات کی روشنی میں بات کی جائے گی۔

حصہ دوم میں حسد اور نظر بد سے تحفظ کے لیے محسود اور حاسد دونوں کے لیے قرآن و سنت سے ماخوذ ہدایات اور رہنما اصول نقل کیے گئے ہیں۔

اختتامیہ میں چند تجاویز و سفارشات پیش ہیں۔

جزو اوّل:

جذبہ حسد اور نظریہ بد کے اثرات و مضرات قرآن پاک میں چار مقامات پر حسد کا صراحتاً تذکرہ فرمایا ہے(3) سورۃ فلق میں اللہ رب العزت نے اس سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا حکم دیا ہے۔ فرمایا: قُل اَعُوذُ بِرَبِّ فَلَقِ o مِن شَرِّ مَا خَلَقَ o وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o وَمِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی العُقَدِ o وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَہo(4) اور بعض مقامات پر اس کا تذکرہ ایسے اشارات کی صورت میں ہوا ہے جن سے حاسد اور حاسدانہ رویے یا حسد کے امکان کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ چند مثالیں برائے ملاحظہ ہیں:

اِذ قَالُوا لَیُوسُفُ وَ اَخُوہُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِینَا مِنَّا وَ نَحنُ عُصبَۃ اِنَّ اَبَانَا لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِینِ oاقتُلُوا یُوسُفَ اَوِ اطرَحُوہُ اَرضًا یَّخلُ لَکُم وَجہُ اَبِیکُم وَ تَکُونُوا مِنم بَعدِہ قَومًا صٰلِحِینَ(5)

”یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپس میں کہا کہ یہ یوسفؑ اور اس کا بھائی دونوں ہمارے دونوں والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک پورا جتھا ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ابا جان بالکل ہی بہک گئے ہیں۔ چلو یوسفؑ کو قتل کر دو یا اسے کہیں پھینک دو تاکہ تمہارے والد کی توجہ تو صرف تمہاری ہی طرف ہو جائے یہ کام کر لینے کے بعد پھر نیک بن رہنا“

اور

اِن تَمسَسکُم حَسَنَۃ تَسُوہُم وَاِن تُصِبکُم سَیِّئَۃ یَّفرَحُوا بِھَا (6)

تمہیں اگر کچھ بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں اگر کچھ برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں۔

وَقَالُوا لَولاَ نُزِّلَ ہٰذَا القُراٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ القَریَتَینِ عَظِیمٍ(7)

”کہتے ہیں یہ قرآن دونوں شہروں کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا“

وَ اتلُ عَلَیھِم نَبَاَابنَی اٰدَمَ بِالحَقِّ اِذ قَرَّبَا قُربَانًا فَتُقُبِّلَ مِن اَحَدِھِمَا وَ لَم یُتَقَبَّل مِنَ الاٰخَرِ قَالَ لَاَقتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللہُ مِنَ المُتَّقِینَo لَئِنم بَسَطتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقتُلَنِی مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیکَ لِاَقتُلَکَ اِنِّیٓ اَخَافُ اللہَ رَبَّ العٰلَمِینَo اِنِّیٓ اُرِیدُ اَن تَبُوٓاَ بِاِثمِی وَ اِثمِکَ فَتَکُونَ مِن اَصحٰبِ النَّارِ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِینَo فَطَوَّعَت لَہ نَفسُہ قَتلَ اَخِیہِ فَقَتَلَہ فَاَصبَحَ مِنَ الخٰسِرِینَ(8)

اور ذرا انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم و کاست سنا دو جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی نہ کی گئی۔ اس نے کہا "میں تجھے مار ڈالوں گا"۔ اس نے جواب دیا "اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اُٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہے۔ ظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک بدلا ہے"۔ آخر کار اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل اس کے لیے آسان کر دیا اور وہ اس کو مار کر ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اُٹھانے والے ہیں۔"

حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کو نصیحت فرماتے ہیں:

يٰبُنَيَّ لَا تَقصُص رُءيَاكَ عَلٰى اِخوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيدًا اِنَّ الشَّيطٰنَ لِلاِنسَانِ عَدُوٌّمُّبِين(9)

"اے میرے بیٹے اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے در پے آزار ہو جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے"۔

بنو اسحٰقؑ کی نسل میں آخری نبیؐ کی آمد کے منتظر اہلِ کتاب کے حاسدانہ رویّے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

وَدُّو مَا عَنِتُّم قَد بَدَتِ البَغضَآ ءُ مِن اَفوَاهِهِم وَ مَا تُخفِى صُدُورُهُم اَكبَرُ قَد بَيَّنَّا لَكُمُ الاٰيٰتِ اِن كُنتُم تَعقِلُونَ (10)

"تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکل پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے"

کفار کے دلوں میں آنجنابؐ کے لیے پائے جانے والے بغض اور ان کی نظر بد کا تذکرہ یوں ملتا ہے۔

وَاِن يَّكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزلِقُونَكَ بِاَبصَارِہِم لَمَّا سَمِعُوا الذِّكرَ وَيَقُولُونَ اِنَّه لَمَجنُونo وَمَا ہُوَ اِلَّا ذِكر لِّلعٰلَمِينَo(11)

"جب یہ کافر لوگ کلام نصیحت (قرآن) سے سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا تمہارے قدم اُکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے، حالانکہ یہ تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔"

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حاسد کے حسد کا ظہور محسود کو نقصان پہنچانے کی صورت ہوتا ہے ایسا نہ ہو تو بھی حاسد کے دل میں اس ضرر رسانی کی شدید خواہش پائی جاتی ہے۔ اس لیے اللہ رب العزت ہر مسلمان کو حکم دے رہے ہیں کہ حاسد کے حسد سے پناہ مانگو(12) حسد کی مذمت کے باب میں آنجنابؐ کے فرامین مبارک ملاحظہ ہوں:

☆ "اللہ کی قسم مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم کفر کرنے لگو گے۔ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا داری میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک و حسد نہ کرنے لگو۔"(13)

☆ صحابہؓ سے فرمایا: "جب فارس اور روم کے (خزانے) تم پر کھول دیے جائیں گے تو اس وقت تم کس طرح کے بن جاؤ گے؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا ہم وہی کہیں گے جو اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے (یعنی شکر کریں گے) آپؐ نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی، تم ایک دوسرے سے رشک کروگے، پھر حسد کرنے لگوگے، پھر ایک دوسرے سے پیٹھ پھیروگے پھر آپس میں بغض رکھوگے یا اسی طرح کچھ کروگے پھر تم مہاجرین کے گھروں کی طرف جاؤگے اور انہیں ایک دوسرے کی گردنوں پر رکھوگے۔"(14)

☆--- لایجتمعان فی قلب عبدالایمان و الحسد (15)

"کسی مومن کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتا"

☆ "ابلیس اپنے چیلوں سے کہتا ہے جاؤ انسانوں میں ظلم اور حسد (کی صفات) تلاش کرو کیونکہ وہ اللہ کے ہاں شرک کے برابر ہیں(16)

واضح الفاظ میں فرمایا:

لاتحاسدوا ولا تباغضوا لاتقاطعوا و کونوا عباد الله اخوانا (17)

"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اللہ کے بندے (ایک دوسرے کے) بھائی بھائی بن کر رہو"

☆--- لاتباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا و کونوا عباد الله اخوانا--- (18)

--- غصہ مت کیا کرو ایک دوسرے سے حسد مت کیا کرو ایک دوسرے کو پیٹھ مت دیا کرو بلکہ اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو"

"تم لوگ حسد سے بچنا کیونکہ آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو حسد ہی کی وجہ سے قتل کیا تھا"(19)

بنابریں فضیلؒ بن عیاض اسے نفاق کی علامت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆المومن یغیط و المنافق یحسد (20)

"مومن رشک کرتا ہے اور منافق حسد کرتا ہے"۔

مندرجہ بالا نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ حسد ایک سخت ناپسندیدہ اور مذموم جذبہ یا عمل ہے۔ بقول ابن منظور حسد سے مراد ہے: "کسی کی خوش حالی اور عزت و مقام دیکھ کر جلنا اور یہ آرزو کرنا کہ کاش یہ دولت اس کے بجائے مجھے ملتی، اس عزت و فضیلت سے اس کے بجائے میں بہرہ ور ہوتا اور اگر یہ چیزیں میرے نصیب میں نہیں تھیں تو کم از کم اس سے چھین لی جاتیں اس کو بھی محروم کر دیا جاتا"(21)۔ گویا کسی شخص کو اللہ نے جو نعمت یا فضیلت یا کوئی بھی عطا کی ہو اس پر کوئی

دوسرا شخص جلے اور یہ چاہے کہ وہ نعمت اس سے سلب ہو کر حاسد کو مل جائے یا کم از کم اس سے ضرور چھن جائے" حسد ہے۔(22) بسا اوقات حاسد اپنی دلی خواہش کی تکمیل یعنی محسود کے زوال نعمت کے لیے عملاً سعی و کاوش بھی کرنے لگتا ہے(23)۔ حسد ان چند چیزوں میں سے ہے جن سے اللہ رب العزت نے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔ فرمایا:

قُل اَعُوذُ بِرَبِّ فَلَقِ o مِن شَرِّمَا خَلَقَ o وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o وَمِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی العُقَدِ o وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَo

اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہی اس کی ضرر رسانی کی شدت بیان کر دینے کے لیے کافی ہے۔ بقول صدیق حسن خان قنوجی سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے عمومی شر سے تحفظ کی دعا سکھانے کے بعد بالخصوص ان اشرار سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جو انسان کے لیے بہت مہلک ثابت ہو سکتے ہیں(24)۔ سورہ فلق کی تفسیر میں مفسرین نے حاسد کے حسد سے پناہ مانگنے پر سیر حاصل بحث کی ہے چند امثلہ برائے ملاحظہ ہیں:

حاسد کے نفس کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے کیونکہ یہ جذبہ محسود کو نقصان ضرور پہنچاتا ہے۔ یہی تو جذبہ ہے جس نے آدمؑ کو جنت سے نکلوانے اور قابیل سے ہابیل کو قتل کرا دیا(25)۔ حاسد کے دل میں محسود کے لیے زوالِ نعمت کا قوی جذبہ ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر اس سے ایسے اعمال کا صدور بھی ہوتا ہے جن سے اس کے خبث باطنی کی تسکین ہو سکے یعنی وہ محسود کو ایذا پہنچا سکے(26)۔ حسد سے عداوت جنم لیتی ہے جو ہر قطع تعلقی، وحشت، تفریق و انتشار وغیرہ کا سبب بنتی ہے۔ اگر حاسد کو کسی کے مال سے حسد ہو تو وہ اس کے متعلق کہتا ہے کہ اس نے حرام کا مال جمع کر رکھا ہے۔ اگر یہ حسد کسی عالم سے ہو تو اسے بدعتی قرار دیا جاتا ہے۔ کسی متدین کے خلاف ہو تو اسے ریاکار، حریص، لوگوں سے عزت و اکرام کا خواہاں قرار دیا جاتا ہے(27)۔ بقول امیر معاویہ ہر عداوت کا خاتمہ ہو سکتا ہے سوائے اس عداوت کے جو حسد کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ حاسد سوائے محسود سے نعمت چھن جانے کے کسی طرح راضی نہیں ہوتا(28)۔ ابن قتیبہ کے مطابق اللہ جب کسی پر کسی بے رحم دشمن کو مسلط کرنا چاہتا ہے تو اس پر کسی حاسد کو مسلط کر دیتا ہے(29)۔ حاسد کا حسد مختلف شکلوں میں ظہور کرتا ہے مثلاً غیبت، اتہام، چوری، قتل، زد و کوب یعنی وہ تمام نقصانات جو ہم کسی کو پہنچا سکتے ہیں، حسد کے سبب پہنچاتے ہیں(30)۔ حسد کا جذبہ انسان کی کمینگی اور خستِ طبع پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ بات یہیں تک محدود نہیں رہتی۔ بسا اوقات یہ بڑے بڑے جور و ستم کا سبب بن جاتی ہے، جو انسان حسد کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھا رہتا بلکہ ایسی تدبیریں سوچتا ہے، ایسی سازشیں کرتا ہے، اس قسم کے گٹھ جوڑ کرتا ہے جس سے وہ اپنی ناپاک آرزو کو پورا کر سکے۔ اس سے ایسی ایسی مذموم حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو شرفِ انسانی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔ قابیل نے ہابیل کو حسد کے سبب ہی قتل کیا تھا۔ ابو جہل اور دیگر اکابر قریش یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضور ﷺ سچے نبی ہیں، محض حسد کی وجہ سے دینِ اسلام کو قبول

نہیں کرتے تھے جس انسان پر اللہ کا کوئی کرم ہو جائے اس کے بدخواہ اکثر پیدا ہو جاتے ہیں، وہ ان کی عزت کرتا ہے ان کی دلجوئی کرتا ہے۔ جہاں تک بن پڑے ان کی خدمت سے بھی گریز نہیں کرتا اس کے باوجود حاسدوں کے سینوں میں حسد کی آگ بھڑکتی رہتی ہے وہ بلاوجہ جلتے رہتے ہیں۔ انسان نہ تو خود پر ہر حاسد کو پہچان سکتا ہے اور نہ حاسدوں کے منصوبوں سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اگر آگاہ ہو جائے تب بھی بسا اوقات ان کا تدارک کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے اس لیے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اپنے رب کریم کے دامن عاطفت میں پناہ لے لو۔ بے شک ان حاسدوں کی شر انگیزیوں سے وہی بچ سکتا ہے جسے اس کی پناہ حاصل ہو جائے(31)۔ حاسد کے قلب میں محسود کے لیے جو شدید بغض ہوتا ہے شیطان اس کے اس بغض و عداوت کو مزید ہوا دیتا ہے اور یوں حاسد کا حسد محسود کی تباہی کا سبب بنتا ہے(32)۔ ابلیس اس عمل میں حاسد کے ساتھ شامل ہو کر محسود کو اذیت رسانی میں شریک بنتا ہے(33)۔ حاسد کا حسد جتنا شدید ہو گا محسود اتنی ہی تکلیف و اذیت کا شکار ہو گا اس کا مسلّم ثبوت آسمانوں پر ابلیس کا آدمؑ کو جنت سے نکلوانا اور پھر انہی کے ایک بیٹے کے دوسرے کو قتل کرنے سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے! اور وہ اپنے ہاتھ یا زبان سے کوئی ضرر نہ پہنچائے تب بھی اس کا حسد بری نظر کی صورت محسود کو شدید نقصان پہنچاتا ہے اسی لیے بالعموم حسد اور نظر بد کا تذکرہ اکٹھے کیا جاتا ہے۔

اس کی کافی و شافی دلیل قرآن کریم سے ہی مل جاتی ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے مصر میں داخل ہونے کے بارے اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی:

لَا تَدخُلُوا مِن بَابٍ وَّاحِدٍ(34)

"تم سب ایک ہی دروازے سے داخل مت ہونا"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوبؑ کی ایک ظاہری تدبیر تھی بعض مکروہات مثل نظر بد وغیرہ سے بچنے کی(35)۔ لہٰذا انھوں نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ حسد اور نظر بد وغیرہ کے اثرات سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ آپ تمام بھائی اکٹھے ایک دروازے سے داخل ہونے کے بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہوں(36)۔ طبائعین کے مطابق جب کوئی کسی کو حسد بھری نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے سمیّت بھری تاثیر نکلتی ہے۔ اس میں ایسا ہی زہر ہوتا ہے جیسا کسی سانپ یا بچھو کے ڈسنے سے انسان کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی انسان دیگر کئی امور کی بنا پر متاثر ہو سکتا ہے، کوئی زہر پی کر مر سکتا ہے یا بیمار ہو سکتا ہے ویسے ہی نظر میں ایسی تاثیر ہے کہ جسے یہ لگتی ہے اس کے جسم کے مساموں سے اندر داخل ہو جاتی ہے اور اسے بھرپور نقصان پہنچاتی ہے اسے ہلاک کر دیتی ہے(37) حسد بھری یہی نظر بد ہوتی ہے اسی سے بچانے کے لیے حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں

کو ابواب متفرقہ سے داخل ہونے کی نصیحت اس لیے فرمائی کہ ایک ہی باپ کے اتنے تنومند، خوش شکل، قوی بیٹے اکٹھے دکھائی دیں تو کسی کی نظر نہ لگ جائے(38)۔اسی لیے حضرت یعقوبؑ نے بوقت رخصت فرمایا کہ شہر کے ایک دروازے سے نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں سے ایک ایک دو دو کرکے۔ نظر کا لگ جانا حق ہے یہ گھڑ سوار کو زمین پر گرا دیتی ہے تاہم ساتھ ہی یہ فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تدبیر تقدیر میں تبدیلی نہیں کر سکتی اللہ کا چاہا پورا ہو کر ہی رہتا ہے حکم اسی کا چلتا ہے(39)۔اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں: "بیٹو اب عزیز کی عنایت تم پر معلوم و معروف ہو چکی ہے، اب شہر پناہ کے ایک ہی دروازے سے داخل ہوئے تو تم ٹھہرے پردیسی۔ تمہاری وجاہت، تمہاری جمعیت خواہ مخواہ اہلِ مصر کی نظر میں کھٹکے گی اور ان کے جذبات حسد کو حرکت میں لائے گی اس سے بہتر ہے کہ تم لوگ بجائے ایک ساتھ رہنے کے الگ الگ پھاٹکوں سے داخل نہ ہونے کے بجائے ایک ہی پھاٹک سے داخل ہو تو ممکن ہے لوگوں کی نظر بد پڑے اور تم ہدف حسد بن جاؤ"(40)۔گویا نظر بد حسد ہی کا نتیجہ ہے اور یہ کس قدر مہلک ہے اس کی شہادت درج ذیل احادیث سے ملتی ہے:

العين حق و لوكان شى سابق القدر لسبقة العين(41)

"نظر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جا سکتی ہوتی تو وہ نظر بد ہوتی"

اكثر من يموت من امتى بعد قضا الله و قدره بالعين**(42)**

"اللہ کی قضا و قدر کے بعد میری امت میں سے اکثر لوگ جو مریں گے وہ نظر بد کے سبب وفات پائیں گے"

العين تدخل الرجل القبر و الجمل القدر **(43)**

"نظر بد انسان کو قبر اور اونٹ کو ہانڈی میں پہنچا دیتی ہے"

حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ نظر لگنا حق ہے یہ بلندی والے کو نیچے اتار دیتی ہے (یعنی کسی عہدے وغیرہ کی بلندی یا آدمی کا صحت میں اچھا ہونا"(44)

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی دیکھی جس کا چہرہ سیاہی مائل تھا بروایت دیگر اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اس پر دم کرواسے نظر لگ گئی ہے۔(45) آپؐ کے ایک فرمان مبارک کے مطابق نظر بد قتل کے مترادف ہے: سیدنا ابو امامہؓ بن سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سیدنا سہلؓ بن حنیف مدینہ کی ایک وادی میں نہانے لگے جب انہوں نے اپنا جبہ اتارا تو انہیں حضرت عامر بن ربیعہ نے دیکھا۔ میرے والد بہت سفید رنگت اور خوب صورت بدن والے تھے۔ سیدنا عامرؓ نے کہا میں نے آج تک ایسی خوب صورت جلد نہیں دیکھی۔ یہ تو پردہ نشین دوشیزہ کی مانند ہے۔ سیدنا سہلؓ سی جگہ سخت بخار میں مبتلا ہو گئے۔ رسولؐ

اکرم کو ان کی علالت کی اطلاع دی گئی اور بتایا گیا کہ وہ تو اتنے بخار میں مبتلا ہیں کہ سر بھی نہیں اٹھا سکتے آپ نے پوچھا کہ تم لوگ ان کو نظر لگانے کا الزام کس پر دھرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں عامر بن ربیعہ کی نظر لگی ہے۔ رسول اللہ نے انھیں بلایا اور سخت برہمی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا:

علام يقتل احدكم اخاه الابركت؟

"تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مارنے پر کیوں تل جاتا ہے، تم نے ساتھ برکت کی دعا کیوں نہ کی"

پھر آپ نے حضرت سہلؓ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

اللهم اذهب عنه حرهاو بردها و مصبها(46)

"اے اللہ اس سے اس نظر کی حرارت، ٹھنڈک اور تھکاوٹ دور کر دے"۔ حضرت سہلؓ اسی وقت کھڑے ہو گئے نبیؐ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنے مال، ذات اور اپنے بھائی سے کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو برکت کی دعا کرے۔ نظر کا لگنا ایک ثابت شدہ بات ہے دعا سے حفاظت رہتی ہے"(47)

نظر بد کے اثرات پر ابن حجر لکھتے ہیں: "بہت سے لوگ خالی نظر بد سے ہی بیمار ہو جاتے ہیں اور ان کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اسی ذریعے سے ہوتا ہے [اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جو کہ بد ارواح ہیں اس میں تاثیر پیدا کی ہے۔ یہ ارواح نظر کے ساتھ شدید تعلق رکھتی ہیں]۔ اصل میں نظر لگانے والے کی نظر سے ایک معنوی تاثیر نکلتا ہے۔ اگر [محسود کے] بدن کو جا لگے اور بچاو والی کوئی چیز نہ ہو تو یہ اس پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اگر رکاوٹ ہو تو بدن میں پیوست نہیں ہوتا یا یہ ایک زہریلے سانپ کی طرح ہوتی ہے جو عاین کی آنکھ سے نکلتا ہے اور معین [جسے نظر لگی ہو] کے جسم میں زہر داخل کر دیتا ہے یہ بری نظر ایک ایسی نظر ہے جو محسود کے جسم کے ایک ایک مسام کو جان لیوا زہر سے بھر دیتا ہے(48)۔ بقول ابن قیمؒ "حاسد کے خبث باطن اور شر کی قوت نظر بد کی صورت محسود کو کس حد تک متاثر کرتی ہے اس پر دلالت کے لیے یہ عام مثال ہی کافی ہے کہ کتنے ہی مریض ایسے ہیں جو بستر علالت پر ہیں لیکن اطباان کے مرض کی تشخیص سے قاصر ہیں"(49)۔ اب تو سائنس اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ ہر انسان کے وجود میں خاص لہریں ہوتی ہیں جو خاص اثرات کی حامل ہوتی ہیں اس کے تھوک، پسینے، بالوں، ناخنوں سے ہوائی لہروں میں تغیّر ہوتا ہے۔ اس کے اثرات ریڈیائی شعاعوں کی صورت ہوا و فضا میں سفر کرتے ہیں۔ حاسد کی نظر کے اثرات بھی اسی طرح اس کی آنکھوں سے نکلتے ہیں اور ہوائی لہروں پر سفر کرتے ہوئے حاسد کی نظر کی شدت کے مطابق محسود کو متاثر کرتی ہے۔ حتی کہ کسی کو ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھتے ہوئے بھی اس کا تصور یا قلبی احساسات و کیفیات ریڈیائی لہروں کی صورت محسود تک پہنچ جاتی ہیں اور اسے متاثر کرتی ہیں(50)۔ نظر بد کا زہر جب ایک وجود

سے نکلتا ہے تو شیطان اسے اُچک کے لیتا ہے اور حسد زدہ کے اس وصف کو جسے اللہ کے ذکر سے محفوظ نہیں کیا گیا، متاثر کرتا ہے۔ بالفاظ ماتریدی اللہ نے بعض آنکھوں میں قدرت رکھی ہے کہ وہ کسی کی نعمت جو انہیں بھلی معلوم ہوتی ہو، کو زوال کی جانب لے جاتی ہیں۔ اس کی حکمت انسان نہیں جان سکتے لیکن اس کے گہرے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کی اپنے بیٹوں کو کی ہوئی نصیحت اس کی تصدیق بخوبی کردیتی ہے۔ اسی کی تصدیق و تائید سورۃ القلم آیت 51 کی تفسیر میں مجاہد کے اس قول سے ہوتی ہے کہ "لیزلقونک بابصارھم" سے مراد ہے کہ [کفار] اپنی نظر کی شدت سے آپ کو ہلاک کردیں اور کلبی نے کہا وہ آپ کو پچھاڑ دیں(51)۔

نظر بد کی شدت اور اس کے اثرات کے ضمن میں متعدد روایات ملتی ہیں مثلاً:

منقول ہے کہ قبیلہ بنی اسد کی نظر کی یہ کیفیت تھی کہ اگر ان میں سے کسی کے سامنے سے کوئی موٹی اونٹنی یا گائے گزر جاتی اور وہ اس کو دیکھ کر باندی سے کہتا اری جاریہ ذرا ٹوکری اور درہم لے کر جانا اور اس کا گوشت لے آنا تو وہ جانور اسی جگہ گر کر فوراً مر جاتا۔ کلبی نے بیان کیا ہے کہ عرب میں ایک آدمی تھا جب وہ تین روز تک بھوکا رہ کر اپنے خیمہ میں لوٹ کر آتا اور اس طرف سے اونٹ یا بکریاں گزرتیں اور وہ کہہ دیتا آج ان سے خوب صورت ہم نے اونٹ اور بکریاں نہیں دیکھیں تو وہ کچھ ہی دور جانے پاتے تھے کہ ان میں سے چند جانور گر کر مر جاتے تھے۔ کافروں نے اس سے درخواست کی کہ نبیؐ کو نظر لگا دے لیکن اللہ نے حفاظت فرمائی اور سورۃ القلم کی آیت 51 کا نزول ہوا۔ آیت مذکورہ میں "یزلقون" کے معنی بعض مفسرین نے نظر لگانے کے کیے اور بعض نے زمین پر گرا دینے کے کیے۔ عربی محاورہ میں بولا جاتا ہے نظر الی نظرا یکاد یصرعنی "اس نے مجھے ایسی نظر سے دیکھا کہ قریب تھا مجھے زمین پر گرا دے"۔ اسی طرح ایک محاورے میں یکاد یا کلنی بھی آتا ہے یعنی وہ مجھے اپنی نظر سے کھا ہی جائے گا(52)۔

اصمعی کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی نظر بہت زیادہ لگتی تھی۔ اس نے سنا کہ ایک گائے بہت زیادہ دودھ دیتی ہے اس کو یہ بہت اچھا لگا۔ اس نے پوچھا کہ وہ کون سی گائے ہے لوگوں نے کوئی اور گائے بتائی اور اس کو مخفی رکھا تو دونوں گائیں مر گئیں۔ اصمعی نے کہا: میں نے اس آدمی کو کہتے ہوئے سنا: جب میں کسی چیز کو دیکھتا ہوں اور وہ مجھے اچھی لگتی ہے تو میں ایک حرارت محسوس کرتا ہوں جو میری آنکھوں سے نکلتی ہے(53)۔ قرطبیؒ نے روایت کیا کہ عرب جب کسی کی جان و مال پر نظر لگانا چاہتے تو تین دن بھوکے رہتے اور پھر اس کی جان یا مال پر نظر لگا کے کہتے اللہ کی قسم! میں نے اس سے زیادہ مال دار شخص اور اس سے زیادہ قوی، بہادر نہیں دیکھا پھر وہ شخص ہلاک ہو جاتا یا پھر اس کا مال تباہ و برباد ہو جاتا۔(54)

حسد اور نظر بد کے ان مہلک اثرات کے پیشِ نظر قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ جس آدمی کے بارے پتہ لگ جائے یا جسے خود پتہ ہو کہ اس کی نظر بری طرح دوسروں کو متاثر کرتی ہے اسے لوگوں میں جانے سے روک دیا جائے تاکہ لوگ اس کی اذیت رسانی سے محفوظ رہیں۔ بعض علما کے مطابق امام اسے گھر میں نظر بند کرنے کا حکم دے گا اور اگر اس کے رزق کا مسئلہ ہو تو اس کی کفالت کرے گا اور لوگوں کو اس کی اذیت کو رسانی سے بچایا جائے گا ایک قول یہ بھی ہے کہ اسے ملک بدر کر دیا جائے گا۔ البتہ امام مالکؒ کی وہ روایت جو ذکر کی گئی ہے ان اقوال کی تردید کرتی ہے کیونکہ نبی نے نہ تو حضرت عامر کی قید کا حکم دیا نہ ہی ملک بدری کا۔(55)[تاہم ہم ان اقوال سے عاین کے بارے ایک سخت رویے کی عکاسی ضرور ہوتی ہے]۔

حاسد پر حسد کے اثرات بد

حسد دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے خود حاسد کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ دینی پہلو سے دیکھا جائے تو آنجنابؐ کا یہ فرمان مبارک ہی کافی وشافی ہے:

ایاکم الحسد فان یاکل الحسنات کماتاکل النار الحطب اؤ قال العشب (56)

"تم لوگ حسد سے بچو اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا لیتی ہے یا کہا گھاس کو"

دنیوی اعتبار سے حاسد کو ہونے والی تکلیف یا نقصانات کو دیکھا جائے تو کسی کے دل میں ابھرنے والا جذبہ حسد اولاً خود اسی کو اذیت پہنچاتا ہے۔ وہ حسد کی آگ میں سلگتا رہتا ہے۔ محسود کی نعمت کو دیکھ کر جلتا کڑھتا ہے۔ غصے میں پیچ و تاب کھاتا ہے۔ مغموم رہتا ہے۔ اس کا دل کسی لمحے خوش نہیں ہو پاتا۔(57)

حاسد کی ایک خاصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ جیسے محسود کی کسی نعمت کو دیکھ کے اسے تکلیف ہوتی ہے ویسے ہی اس کے دکھ یا پریشانی کو دیکھ کر اسے خوشی ہوتی ہے۔ اسے شماتت کہا جاتا ہے یہ حسد ہی کا نتیجہ ہے۔ اس کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لاتظھر الشماته لاخیک فیعافیه الله (58)

"اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو (اگر ایسا کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ) اللہ کو اس مصیبت سے نجات دے دے اور تم کو اس میں مبتلا کر دے"۔

جزو دوم: حسد سے تحفظ کے لیے قرآن وسنت سے ماخوذ رہنما اصول

فرمانِ رسول اکرم ہے: سلوالله العافیه (59) "اللہ سے عافیت مانگتے رہا کرو"۔ چنانچہ ہر مشکل، مصیبت حسد و نظر سے بچنے کے لیے ادعیہ ماثورہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ان کے ذریعے اللہ کی پناہ کے مضبوط قلعے میں خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی رسول اللہ کا اسوہ حسنہ ہے۔ آنجنابؐ حضرت حسن و حسین کے لیے پناہ طلب فرمایا کرتے اور

فرماتے تھے کہ تمھارے بزرگ دادا (ابراہیمؑ) بھی ان کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے لیے مانگا کرتے تھے۔

اعوذ بکلمات اللہ التامة ---- کل عین لامة(60)۔

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعے ہر شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔"

روایت ہے کہ جس نے فجر کی نماز کے بعد دس کلمات کہے وہ ان کے ساتھ اپنے لیے اللہ کو کافی اور خوب بدلہ دینے والا پائے گا۔ پانچ کلمات دنیا کے لیے ہیں اور پانچ آخرت کے لیے:

حسبی اللہ لدینی حسبی اللہ لما اهمنی حسبی اللہ لمن بغی علی حسبی اللہ لمن حسد نی حسبی اللہ لمن کاد نی بسوءٍ حسبی عندالموت حسبی اللہ عندالمیزان حسبی اللہ عند المسالة فی القبر حسبی اللہ عندالصراط

حسبی اللہ لا اِلٰه الا هو علیه توکلت والیه انیب(61)۔

"اللہ مجھے میرے دین کے لیے کافی ہے اس کام کے لیے کافی ہے جو مجھے در پیش ہے اللہ مجھے کافی ہے اس شخص کی طرف سے جو مجھ پر ظلم کرے، اللہ مجھے کافی ہے اس شخص کی طرف سے جو مجھ سے حسد میں مبتلا ہے، اللہ مجھے کافی ہے اس شخص کی طرف سے جو مجھ سے حسد میں مبتلا ہے، اللہ مجھے کافی ہے اس شخص کی طرف سے جو مجھ پر ظلم کرے، اللہ مجھے کافی ہے اس شخص کی طرف سے جو میرے ساتھ برائی کا ارادہ رکھے اللہ مجھے کافی ہے قبر میں اللہ مجھے کافی ہے پل صراط پر اللہ مجھے ہر کام میں کافی ہے۔ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں (ہر کام میں) رجوع کرتا ہوں۔"

آپؐ خود حاسدین سے بچنے کے لیے دعا فرماتے:

اللھم احفظنی بالاسلام قائما و احفظنی بالاسلام قاعدًا و بالاسلام راقد ا ولاتشمت بی عدوا و حاسدا(62)

"اے اللہ اسلام کے ساتھ قیام (صحت) کی حالت میں میری حفاظت فرما۔ میرے بیٹھے ہوئے اور میرے سوئے ہوئے میری حفاظت فرما اور حاسدوں دشمنوں کو مجھ پر مت ہنسا"۔

ادعیہ کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگنے کے بعد احادیث سے ماخوذ دم کا اہتمام اور معمول رکھنا چاہیے۔ دم ان چیزوں میں سے ہے جن کے ذریعے مصیبت کو روکا جاتا ہے کیونکہ نظر انسان پر اثر بھی کرتی ہے اسے تکلیف بھی دیتی ہے یعنی اسے کمزور کرتی ہے اور اس میں نقاہت پیدا کرتی ہے(63)۔ حضورؐ کے اسوہ مبارک سے رقیہ یعنی دم کرنے کے واضح دلائل ملتے ہیں:

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا، نبی تیمارداری کے لیے میرے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ دم کروں جو جبریلؑ نے مجھے کیا تھا! میں نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کیوں نہیں ضرور کریں آپؐ نے یہ دعا فرمائی

باسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک من کل داءٍ یوذیک ومن شرالنفاثات فی العقد و من شرحاسد اذا حسد(64)۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم بیمار ہوتے تو جبریلؑ آپ کو دم کرتے وہ کہتے:

باسم اللہ یبریک و من کل دا یشفیک و من شر حاسد اذا حاسد و شرکل ذی عین(65)۔

"اللہ کے نام سے، وہ آپ کو بچائے اور ہر بیماری سے شفا دے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے اور نظر لگانے والی ہر آنکھ سے محفوظ رکھے"

حضورؐ کو بخار تھا۔ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور یوں دم کیا:

بسم اللہ ارقیک، من کل شی یوذیک، من حسد حاسد و من کل عین اللہ یشفیک(66)

"میں آپؐ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے، حسد کرنے والے حسد سے اور ہر آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے"۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسولؐ اللہ نے مجھے حکم دیا یا (آپؐ نے اس طرح بیان کیا کہ نبی کریم نے) حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر معوذتین سے دم کر لیا جائے۔(67)

حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ جس شخص کو کسی انسان کی نظر بد لگ گئی ہو اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے یہ آیات درج ذیل ہیں:

وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما---- للعلمین(68)

ادعیہ و رقیہ کے ذریعے اللہ کی پناہ میں آنے کے بعد نظر بد اور حسد سے محفوظ رہنے کے لیے چند عملی اقدامات کا اہتمام بھی لازم ہے:

اپنی نعمتوں کو پوشیدہ رکھنا چاہیے آپ نے فرمایا:

استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان فان کل ذی نعمة محسود(69)

"اپنی ضروریات کی تکمیل میں رازداری سے کام لیا کرو کیونکہ ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔"

یہ بیان کرنے کی چنداں احتیاج نہیں ہے کہ ہمارا معاصر طرزِ زندگی ان ہدایات کے بالکل برعکس ہے یعنی بجائے اپنی نعمتوں کو پوشیدہ رکھنے کے عموماً اپنے پاس موجود ہر نعمت، اپنی ہر خوشی، ہر سرگرمی کی خوب تشہیر کی جاتی ہے۔

سینکڑوں لوگ سوشل میڈیا پر انھیں دیکھتے ہیں گویا ہم خود اپنی ہر نعمت کو کھلے عام حسد اور بری نظر کے لیے پیش کر دیتے ہیں۔ انجام زوال نعمت، بیماریوں، مالی نقصانات، ذہنی پریشانیوں یعنی کئی صورتوں میں سامنے آتا ہے۔ اس لیے فلاح اسی میں ہے کہ اپنے معاملات کی بے جا تشہیر سے گریز کیا جائے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ سارا معاشرہ، آپ کے سب احباب، سب اعزا و اقارب حاسد تو نہیں ہوتے۔ کچھ لوگ آپ سے مخلص ہوتے ہیں آپ کی خوشی آپ کی نعمتوں کو دیکھ کر خوش ہوتے اور دعائے برکت دیتے ہیں۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے بھیڑیے بھیڑوں کی کھالوں میں ہوتے ہیں یعنی بظاہر دوست اور خیر خواہ اور دورونِ خانہ حاسد اور بدخواہ لہذا ان کو حتی الامکان پہچان لینا اور ان سے دور رہنا ہی ان سے تحفظ کی واحد کلید ہے کیونکہ کسی کے حسد کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ بنابریں علما نے چند ایسی علامات بتائی ہیں جن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حاسد کو بآسانی پہچانا جا سکتا ہے۔ جاحظ نے اس ضمن میں بہترین رہنمائی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

1۔ محسود کو دیکھتے ہی حاسد کے چہرے کا رنگ ایک دم بدل جاتا ہے (اسے ایک درجے کی ناگواری بھی کہہ سکتے ہیں جسے حاسد کے چہرے پر واضح ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)۔

2۔ وہ محسود کو دیکھتے ہی اپنی نظر پھیر لیتا ہے۔

3۔ محسود کے سلام کا جواب بہت ہلکی آواز میں دیتا ہے خود سلام میں پہل کرنا پڑے تو بہت ہلکی آواز میں پھیکے سے انداز میں سلام کرتا ہے۔

4۔ محسود کو نظر انداز کر کے دوسروں کی جانب توجہ مبذول رکھتا ہے۔

5۔ محسود سے اعراض اور پہلو تہی برتتا ہے۔

6۔ اس کی بات کو غلط، حقیر اور کم تر ثابت کرتا ہے۔

7۔ اس کی ہر بات، ہر رائے کی مخالفت کرتا ہے۔

8۔ وہ محسود کی تکذیب کرتا ہے۔

9۔ محسود کے دوست اور خیر خواہ اسے برے لگتے ہیں اور اس کے دشمن اسے اچھے لگتے ہیں۔

10۔ محسود کو کوئی اعلیٰ عہدہ یا رتبہ مل جائے اور حاسد اس کے ماتحت ہو تو وہ حتی الامکان محسود کی نافرمانی کرتا ہے۔(70)

اسی طرح پند و نصائح حکیم لقمان میں بھی حاسد کی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے بیٹے حاسد کی تین نشانیاں ہیں جب ساتھی موجود نہ ہو تو غیبت کرتا ہے۔ موجودگی میں چاپلوسی کرتا ہے اور اس کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے۔ اسی

لیے وہ اپنے بیٹے کو ہدایت کرتے ہیں کہ اپنا حال اپنے دوست یا دشمن کسی بھی مت دکھا(71)۔ ملا حسین واعظ کشفی کہتے ہیں کہ ہنر بے ہنروں کے حسد سے ضائع ہو جاتے ہیں(72)۔ لہٰذا جاحظ کی یہ نصیحت بالکل درست معلوم ہوتی ہے کہ "سلامتی اور فلاح اسی میں ہے کہ جس شخص میں حاسد کی مذکورہ بالا نشانیاں نظر آجائیں اس سے دور ہی رہا جائے، خوشی کا راز یہ ہے کہ حاسد کا چہرہ نہ دیکھا جائے۔ راحت اسی میں ہے کہ اس سے میل ملاقات ترک کر دینی چاہیے اور فائدہ صرف اسی میں ہے کہ اس سے دوستی اور محبت والا کوئی تعلق نہ رکھا جائے(73)۔

مودودیؒ سورہ فلق کے ذیل میں لکھتے ہیں: یہاں حاسد کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اس حالت میں مانگی گئی ہے جب وہ حسد کرے یعنی جب تک اپنے دل کی آگ بجھانے کے لیے قول یا عمل سے کوئی اقدام نہیں کرتا اس وقت تک اس کا جلنا بجائے خود چاہے برا سہی مگر محسود کے لیے ایسا شر نہیں بنتا کہ اس سے پناہ مانگی جائے پھر جب ایسا شر کسی حاسد سے ظاہر ہو تو اس سے بچنے کے لیے چند تدابیر درج ذیل ہیں:

1۔ اللہ سے پناہ مانگی جائے اور یقین رکھا جائے کہ جب تک اللہ نہ چاہے کوئی آپ کا نقصان نہیں کر سکتا۔

2۔ حاسد کی باتوں پر صبر کرے۔ بے صبر ہو کر ایسی باتیں یا کارروائیاں نہ کرنے لگے جن سے وہ خود بھی اخلاقی طور پر حاسد ہی کی سطح پر آجائے۔

3۔ حاسد خواہ خدا سے بے خوف اور خلق سے بے شرم ہو کر کیسی ہی بے ہودہ حرکتیں کرتا رہے، محسود بہرحال تقویٰ پر قائم رہے۔

4۔ یہ کہ اپنے دل کو اس کی فکر سے بالکل فارغ ہو جائے اور اس کو اس طرح نظر انداز کر دے گویا وہ ہے ہی نہیں۔

5۔ یہ کہ حاسد کے ساتھ بدی سے پیش آنا تو درکنار، جب کبھی ایسا موقع آئے کہ محسود اس کے ساتھ بھلائی اور احسان کا برتاؤ کر سکتا ہو تو ضرور ایسا ہی کرے، قطع نظر اس سے کہ حاسد کے دل کی جلن محسود کے اس رویے سے مٹتی ہے یا نہیں۔

6۔ یہ کہ محسود توحید کے عقیدے کو ٹھیک ٹھیک سمجھ کر اس پر ثابت قدم رہے کیونکہ جس دل میں توحید بسی ہوئی ہو اس میں خدا کے خوف کے ساتھ کسی اور کا خوف جگہ پا ہی نہیں سکتا۔(74)

ابن الجوزیؒ حاسد کے حسد سے اور بغض سے حفاظت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ حاسد کو یہ علم نہ ہونے دو کہ تم اس کے حسد، اس کی عداوت کے متعلق جان چکے ہو ایسا ہونے کی صورت میں اس کی عداوت مزید بڑھ جائے گی۔ بہتر ہے کہ وہ اسی گمان میں رہے کہ تمہیں اس کے خبث باطنی کا بالکل علم نہیں ہے۔(75)

مشہور مقولہ ہے کہ کوئی نفس حسد سے خالی نہیں لیکن کمینہ آدمی اسے ظاہر کر دیتا ہے اور کریم آدمی اسے پوشیدہ رکھتا ہے۔ کمینے کے حسد ظاہر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا وصف برے انداز میں بیان کرتا ہے۔ اللہ کا ذکر سامنے نہیں رکھتا اس کا وصف بیان کرتے ہوئے ماشاللہ وغیرہ نہیں کہتا(76)۔ گویا حسد کا جذبہ ہر انسان کے دل میں پیدا ضرور ہوتا ہے تاہم اس کے خاتمے اور اس سے نجات کے لیے فرامین رسول اکرم سے رہنمائی ملتی ہے۔ فرمایا: "جب تمھیں کوئی گمان ہو جائے تو اس پر یقین نہ کر لیا کرو (یا اسے ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو) اور جب تم حسد میں مبتلا ہو جاؤ تو اس پر عمل کرتے ہوئے سر کشی نہ کرو اور جب تمہیں بد شگونی ہو تو اپنا کام جاری رکھو اور اللہ پر ہی بھروسہ کرو اور جب وزن کرنے لگو تو پلڑے کو مزید جھکا دو(77)۔ ترمذی نے آنجنابؐ کی ایک لمبی دعا نقل کی ہے جس کے آخر میں نبی اکرم فرماتے ہیں:

--- واهد قلبی واسلل سخيمة صدری (78)

"---میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینے سے کھوٹ کینہ حسد نکال دے"۔

حضرت ابو دردا فرماتے ہیں: "جو موت کا کثرت سے ذکر کرے گا اس کا حسد کم ہو جائے گا اور اس کی خوشی کم ہو گی"(79)۔ آپؐ کے ایک فرمان مبارک کے مطابق ہدیہ دینے سے بھی حسد ختم ہو جاتا ہے(80)۔ نیز جب دل میں کسی کے متعلق حسد کا جذبہ پیدا ہو یعنی کسی کی کوئی نعمت کوئی وصف اچھا لگے تو بارک اللہ ضرور کہے کیونکہ جب وہ برکت کی دعا کرے گا تو لازماً برائی اس سے دور کر دی جائے گی۔ حضورؐ کا حضرت عامر کو الابرکت کہنا اسی کی کافی و شافی دلیل ہے۔ اگر برکت کی دعا کر دی جائے تو پھر نظر نہیں لگتی۔ پوری تبریک یہ ہے: تبارک الله احسن الخالقين اللهم بارک فيه۔

حسد سے اجتناب کی بہت فضیلت ہے۔ آپؐ سے سوال کیا گیا کہ کون سا آدمی افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہر صاف دل والا، سچی زبان والا" صحابہ نے عرض کیا سچی زبان والا تو ہم جانتے ہیں صاف دل والا کون ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "پرہیز گار، پاک باز، جس (کے دل) میں نہ کوئی گناہ ہو، نہ زیادتی نہ کینہ نہ حسد(81)۔

خلاصہ کلام:

سطور بالا میں مستند مصادر کی روشنی میں حسد اور نظر بد کے مضرات پیش کیے گئے ہیں۔ ان معروضی حقائق کی روشنی میں بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ حسد اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والی نظر بد سے بھی انسانی جان کو ویسے ہی خطرات لاحق ہوتے ہیں جیسے کسی کا قتل ہونا، زخمی ہونا۔ ہر انسان شرعاً پابند ہے کہ اپنی حفاظت کرے۔ مذکورہ بالا مہلکات سے اپنے ذہن، اپنے جسم، اپنے مال و دولت، اللہ کی ودیعت کردہ تمام نعمتوں کی حفاظت کا حتی المقدور انتظام

کرے۔ اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ بچپن ہی سے تربیتِ اولاد میں اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ بچوں کو مسنون ادعیہ و اذکار سکھائے جائیں اور بتدریج انسانوں کی پرکھ کرنے کے لیے بصیرت و فراست بھی پیدا کی جائے تاکہ وہ معاشرے میں خود بھی محفوظ و مامون زندگی بسر کریں اور دوسروں کے لیے بھی ضرر رساں نہ بنیں۔

حواشی:

1۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، لاہور، المیزان 2004، ج:1، ص:58 بعد

2- "Vibes" in *Meriam Webster Dictionars.*

3۔ البقرۃ:109؛ النسا:54؛ الفتح:15

4۔ الفلق:1، 5

5۔ یوسف:8، 9

6۔ آل عمران:120

7۔ الزخرف:31

8۔ المائدہ:27-30

9۔ یوسف:5

10۔ آل عمران:118

11۔ القلم:51-52

12۔ الفلق:5

13۔ بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، مشمولہ موسوعہ الکتب الستۃ، ریاض دار السلام، طبع اول 2000، ح:3596

14۔ البانی ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، دار المعارف، ح:2035

15۔ نسائی ابوعبدالرحمٰن شعیب بن علی، سنن نسائی، مشمولہ موسوعہ الکتب الستۃ، ریاض دار السلام، طبع اول 2000، ح:3111

16۔ متقی الھندی علی بن حسام الدین، کنز العمال، بیروت مؤسہ الرسالۃ، س ن، ح:7395

17۔ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، مشمولہ موسوعہ الکتب الستۃ ریاض دار السلام، طبع اول 2000، ح:5699/ 2185

18۔ ابوداود سلیمان بن اشعث، سنن، مشمولہ موسوعہ الکتب الستۃ، ریاض دار السلام طبع اول 2000، ح:4910

19۔ متقی، کنز العمال، ح:7734

20۔ ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی، حلیۃ الاولیا وطبقات الاصفیا، قاہرہ مکتبۃ الخانجی، 1996، ح:8، ص:95

21۔ ابن منظور محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، س ن بذیل مادہ "ح س د"، نیز الزبیدی محمد مرتضیٰ الحسینی، تاج العروس من جواھر القاموس، مطبعۃ حکومۃ الکویت، 1994، بذیل مادہ "ح س د"

22۔ مودودی سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ معارف منصورہ لاہور، ج:6، ص:570 نیز دیکھیے بطرس البستانی، محیط المحیط، مکتبہ لبنان بیروت، طبع جدید 1978، بذیل مادہ "ح س د"

23۔ خازن علاو الدین علی بن محمد، تفسیر الخازن المسمیٰ لباب التاویل فی معانی التنزیل، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اول، 2004، ج:4، ص:502

24۔ قنوجی صدیق بن حسن خان، فتح البیان فی مقاصد القرآن، بیرون المکتبہ العصریہ، س ن، ج:16، ص:462

25۔ الماوردی ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب، النکت والعیون، دار الکتب العلمیۃ بیروت، س ن، ج:6، ص:377

26۔ علاؤالدین علی بن محمد ابراہیم، تفسیر الخازن، بیروت دار الکتب العلمیہ، طبع اول 2004، ج:6، ص:502

27۔ جاحظ ابو عثمان عمرو بن بحر، رسائل الجاحظ، مکتبہ الخانجی قاہرہ، 1964، جزو:2، ص:6

28۔ ابن قتیبہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم، عیون الاخبار، المکتب الاسلامی، بیروت طبع اول 2008، ج:2، ص16

29۔ ایضاً، ص:15

30۔ مجدی فتحی السید، ذم الحسد والحاسدین، دار الصحابہ للتراث، طبع اول 1993، ص:20

31۔ القرطبی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، بیروت، موسۃ الرسالۃ، طبع اول 2006، ج:22، ص: 577

32۔ محمد موسیٰ نصر، داء الامم ذم الحسد والحاسدین، دار الصدیق للنشر والتوزیع، السعودیہ، طبع اول 1993، ص:38

33۔ ابو عبد الرحمٰن رضا بن عبد اللہ، ادب التعامل مع الناس، دار الخلفا الراشدین، الاسکندریہ، طبع اول 2011، ص:82

34۔ یوسف:67

35۔ اشرف علی تھانوی، بیان القرآن، لاہور مکتبہ رحمانیہ، س ن، ج:2، ص:260

36۔ اسرار احمد ڈاکٹر، بیان القرآن، خیبر پختونخواہ پشاور، انجمن خدام القرآن، 1433ھ، ج:4، ص:130

37۔ خازن، لباب التاویل، 2:541

38۔ ایضاً، ج:2، ص:541، قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 11:399

39۔ ابن کثیر ابو الفدا اسمٰعیل، تفسیر القرآن العظیم، قاہرہ مکتبۃ اولاد الشیخ للتراث، طبع اول، 2000، ج:8، ص:57

40۔ عبد الماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، لاہور پاک کمپنی س ن، ص:533

41۔ مسلم، جامع، ح:1251

42۔ البانی، سلسلۃ الصحیحہ، ح:747

43۔ احمد بن حنبل، مسند، ح:9668

44۔ البانی، سلسلۃ الصحیحہ، ح:1250

45۔ ایضاً، ح:1247

46۔ ابن ماجہ محمد بن یزید بن عبد اللہ، سنن، مشمولہ موسوعہ الکتب الستۃ، دار السلام ریاض طبع اول 2000، ح:3509؛ مالک بن انس، موطا، ح:2708؛ والبانی، سلسلۃ، ح:2572

47۔ الحاکم عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت دار الکتب العلمیہ طبع دوم 2002، ح:7500

48- ابن حجر احمد بن علی بن حجر، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، المکتبہ السلفیہ س ن، ج:10، ص:200-201

49- ابن قیم شمس الدین ابو عبداللہ بن ابی بکر، تفسیر القیم (مدون محمد اویس ندوی)، بیروت دار الکتب العلمیہ، س ن، ص:573-578

50- عبداللہ محمد السد خان، نظر بد سے بچاؤ کے طریقے اور علاج، مترجمہ عباس انجم گوندلوی، لاہور دار الابلاغ 2016، ص:28-29

51- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:21، ص184-185

52- مظہری قاضی محمد ثناءاللہ العثمانی: تفسیر المظہری، بیروت دار احیاالتراث العربی، طبع اول 2004، ج:9، ص385

53- قرطبی، الجامع، ج:11، ص:402

54- ایضاً

55- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:11، ص:401

56- ابو داود، سنن، ح:4903

57- دیکھیے ابن قیم، تفسیر ابن القیم، بذیل سورۃ الفلق

58- ترمذی: جامع، ح:2506

59- البانی، سلسلۃ الصحیحۃ، ح:1488

60- بخاری، جامع صحیح، ح:3371

61- متقی الھندی، کنز العمال، ح:3558

62- البانی، سلسلہ، ح:2902

63- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:11، ص:402

64- احمد، مسند، ح:7723

65- مسلم، جامع، ح:5699 / 2185

66- ابن ماجہ، سنن، ح:3527

67- بخاری، جامع، ح:5738

68- الزمخشری جار اللہ محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل، دار المعرفۃ بیروت، طبع سوم، 2009، ص:1133

69- البانی، سلسلۃ، ح:257

70- جاحظ ابو عثمان عمرو بن بحر، رسائل الجاحظ، مکتبہ الخانجی قاہرہ، 1964، ج:2، ص:6

71- ظہور الدین احمد، پند و نصائح حکیم لقمان، لاہور مکتبہ جدید پریس طبع اول 2005، ص:66

72- محمد معین الدین دردائی، انوار سہیلی، س ن، م ن، ص:106

73۔ جاحظ، رسائل، ج:2، ص:22۔23

74۔ مودودی، تفہیم القرآن، ج:6، ص:570

75۔ ابن الجوزی ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد، صید الخاطر، ریاض دار ابن خزیمہ، طبع اول 1997، ص 555

76۔ عبد اللہ محمد السد خان، نظر بد سے بچاؤ کے طریقے اور علاج، مترجم حافظ انجم عباس گوندلوی، ص:57

77۔ البانی، سلسلۃ، ح:21

78۔ ترمذی، جامع، ح:3551

79۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ح:35724

80۔ ایضاً، ح:22411

81۔ ابن ماجہ، سنن، ح:4216